بسمل عظیم آبادی

(۱)

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے
دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے

اے شہیدِ ملک و ملت میں ترے اوپر نثار
لے تری ہمت کا چرچا غیر کی محفل میں ہے

آج پھر مقتل میں قاتل کہہ رہا ہے بار بار
آئیں وہ، شوقِ شہادت جن کے جن کے دل میں ہے

وقت آنے دے دکھا دیں گے تجھے اے آسماں
ہم ابھی سے کیوں بتائیں کیا ہمارے دل میں ہے

اب نہ اگلے ولولے ہیں اور نہ وہ ارماں کی بھیڑ
صرف مٹ جانے کی اک حسرت دلِ بسمل میں ہے

(۲)

تجھے خبر بھی ہوئی یا نہیں ہوئی اے دوست
شبِ فراق جو ہم پہ گذر گئی اے دوست

گلہ نہیں ہے مگر آ گئی ہے بات پہ بات
نگاہ وقت پہ تو نے بھی پھیر لی اے دوست

ہمیں غریب سمجھ کر اٹھا نہ محفل سے
غریب لوگ بھی ہوتے ہیں آدمی اے دوست

قفس نصیبوں کی کرتا ہے اور نیند حرام
سنا سنا کے کہانی بہار کی اے دوست

جلے چراغ سے پہلے چراغ جلتے تھے
اب آدمی سے بھی جلتا ہے آدمی اے دوست

ترے سوا نہ کوئی دوسرا نظر آیا
خدا گواہ جہاں تک نظر گئی اے دوست

کہاں تمام ہوئی داستان بسمل کی
بہت سی بات تو کہنے کو رہ گئی اے دوست

الفاظ و معنی

سرفروشی	۔	دلیری، بہادری، جاں بازی
شہید	۔	خدا کی راہ میں قربان ہونے والا، عاشق، فدائی، قربان، مقتول
نثار	۔	صدقے، قربان، واری، فدا
مقتل	۔	قتل کرنے کی جگہ، جہاں قتل کیا جائے
حسرت	۔	کسی چیز کے نہ ملنے کا افسوس، ارمان، شوق، آرزو
شب	۔	رات
فراق	۔	جدائی
گلہ	۔	شکوہ، شکایت
نگاہ	۔	نظر
قفس	۔	جال، پھندا، پنجرا، قید

آپ نے پڑھا

- آپ نے گذشتہ صفحات میں بسمل عظیم آبادی کی دو غزلیں پڑھیں۔ آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ دونوں غزلوں کا مزاج الگ ہے۔ اس کی ایک وجہ ہے۔ بسمل ایک طرف تو روایتی غزل گوئی کے پابند رہے ہیں اور ان کی تربیت ایسے ہی اساتذہ نے کی ہے جو غزل گوئی کی عام روایت سے وابستہ تھے۔ لیکن دوسری طرف بسمل نے اپنے زمانے کے ایک اہم انقلاب یعنی آزادی کی لڑائی سے بھی خود کو جوڑے رکھا تھا۔ اس لیے ان کی غزلوں میں دونوں ہی طرح کے جذبات ملتے ہیں۔
- پہلی غزل کا مزاج ایک انقلابی اور وطن پرست شاعر کے موڈ سے ملتا جلتا ہے۔ شاعر وطن کی آزادی کے لیے لڑنے والوں کو سلام کرتا ہے، شہید ہونے والوں کو احساس دلاتا ہے کہ اپنے تو خیر اپنے ہیں ان کی ہمت کا چرچا غیروں اور دشمنوں کی محفل میں بھی ہے اور انہیں بھی ان شہیدوں کی جان بازی اور بہادری کا اعتراف ہے۔ شاعر ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اپنے اس عزم کا اظہار کرتا ہے کہ قتل کرنے والوں کے بازو چاہے جتنے بھی مضبوط کیوں نہ ہوں، وطن کے لیے لڑنے والے وقت آنے پر ان کے دانت کھٹے کر دیں گے۔ شاعر خود بھی وطن کی راہ میں مٹ جانے کی حسرت لیے زندہ ہے۔

☐ دوسری غزل میں غزل کی عشقیہ روایت سے جڑے ہوئے مضامین ہیں۔ محبوب کی بے وفائی کا شکوہ، اپنی محبت کا اظہار، نارسائی کا احساس اور یہ آرزو بھی کہ اپنی داستان سنانے کے لیے کچھ اور وقت مل جاتا مگر۔

یہاں گردش فلک کی چین دیتی ہے کسے انشا

آپ بتائیے

1. بسمل عظیم آبادی کی پہلی غزل میں کس قسم کے جذبات کا اظہار ہے؟
2. بسمل عظیم آبادی کی دوسری غزل میں کس طرح کے خیالات پیش کیے گئے ہیں؟
3. 'وطن پر جان دینے والے مرتے نہیں امر ہو جاتے ہیں'۔ آپ اس بات کو مانتے ہیں تو مثالیں دے کر سمجھائیے۔
4. دوسری غزل میں بسمل عظیم آبادی نے 'اے دوست' کہہ کر کس کو مخاطب کیا ہے؟
5. کیا شاعر کا یہ بیان درست ہے کہ 'اب آدمی سے بھی جلتا ہے آدمی اے دوست'۔ اگر ہاں تو کیسے؟

مختصر گفتگو

1. بسمل عظیم آبادی کا پورا نام کیا تھا؟

(الف) سید شاہ احمد حسن (ب) سید شاہ محمد حسن (ج) شاہ جھبو (د) شاہ بسمل

2. بسمل عظیم آبادی کا انتقال کب ہوا؟

(الف) 1975ء (ب) 1978ء (ج) 1980ء (د) 1985ء

3. بسمل عظیم آبادی کے مجموعۂ کلام کا نام کیا تھا؟

(الف) رقص جمیل (ب) حکایاتِ ہستی (ج) رقص شرر (د) نقشِ جمیل

4. شاعری میں بسمل عظیم آبادی کس کے شاگرد تھے؟

(الف) شاد عظیم آبادی (ب) جمیل مظہری (ج) علامہ اقبال (د) عطا کاکوی

5. سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے
بسمل عظیم آبادی کی یہ غزل کس کے نام سے مشہور ہوگئی تھی؟

تفصیلی گفتگو

1. بسمل عظیم آبادی کے حالات زندگی اختصار میں لکھیے۔

2. بسمل عظیم آبادی کی غزل گوئی کی خصوصیات آپ کے خیال میں کیا ہیں؟

3. بسمل عظیم آبادی کے اس شعر کی تشریح کیجیے۔

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے — دیکھنا ہے زور کتنا بازوے قاتل میں ہے

4. بسمل عظیم آبادی کی نصاب میں داخل غزلوں میں سے کسی ایک غزل کے پانچ اشعار لکھیے۔

آئیے، کچھ کریں

1. بسمل عظیم آبادی کا مجموعۂ کلام اسکول یا علاقے کی لائبریری میں تلاش کریں اور ان کی کوئی اور غزل یاد کریں۔
2. بسمل عظیم آبادی کی پہلی غزل کی صدا بندی کریں اور کسی قومی تیوہار کے موقع پر دوستوں کے ساتھ مل کر پیش کریں۔
3. اپنے استاد سے کچھ اور اردو شاعروں کے نام دریافت کیجیے جنھوں نے جنگِ آزادی کے موضوع پر اشعار کہے ہوں۔

گیت

گیت ہندی شاعری کی بہت ہی مشہور صنف ہے۔ اردو میں ہندی مزاج کی نمائندگی کرنے والی یہ صنف بہت پہلے سے رائج ہے۔ قلی قطب شاہ سے لے کر آج تک کئی شاعروں کے یہاں اس کے نمونے مل جاتے ہیں۔ یہ دراصل دیہات کے عوام کی معصوم دھڑکنوں کی ترجمانی ہے۔ کھیت کھلیان پر جاتے وقت مزدور کسان گنگناتے ہوئے اپنے دلوں کو تازگی بخشنے کے لیے جو نغمہ گاتے ہیں وہی گیت ہے۔ اس لیے گیت میں گانے کی کیفیت ہوتی ہے۔ گیت کی ایک خاص بات اور یہ ہے کہ اس میں ہندی کے نرم و نازک اور سبک رو الفاظ کا استعمال ہوتا ہے۔ بناوٹ کے اعتبار سے گیت کی ایک خاص پہچان ہے۔ اس میں پہلے مصرعے کا آخری ٹکڑا ہر چوتھے مصرع میں بار بار دہرایا جاتا ہے۔

بیکل اُتساہی

اصل نام محمد شفیع لودی ہے۔ قلمی نام اور تخلص بیکلؔ اتساہی سے مشہور ہیں۔ ان کے والد کا نام خاں بہادر محمد حنیف خاں تھا۔ بیکلؔ کی پیدائش 1928ء کو موضع گور دوال پور گونڈہ میں ہوئی۔ انٹرنس پاس ہونے کے بعد ادیب ماہر اور کامل منشی کی سند بھی لی۔ ہندی میں بھی ڈگری لی۔

انھوں نے غزلیں بھی کہی ہیں اور نظمیں بھی۔ لیکن بنیادی طور پر یہ گیت کے شاعر مانے جاتے ہیں۔ خوش گلوئی ان کا خاص وصف ہے۔ اس لیے مشاعروں میں بڑی اہمیت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

ان کے شعری مجموعوں میں نغمہ و ترنم، نشاطِ زندگی، سرور جاوداں، پروائیاں، کومل مکھڑے، بیکلؔ گیت، غزل سانوری، وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ بیکلؔ اتساہی ابھی بقید حیات ہیں اور ان کا ادبی سفر جاری ہے۔